International Research Vision (Int. Res. Vn.)
ISSN : 2454-3721
Volume 6 Issue 2 : 13 – 16, 2020
Available online http://www.bioglobia.in

ٹیگور کی یورپ میں ساحرانہ شاعری کی زمزمہ سازی

ڈاکٹر محمد حبیب عالم
مہراج گنج دربھنگہ

ڈاکٹر مفتی محمد شرف عالم*
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی مانو

Email : dmsharfealam@gmail.com

Received: 03.07.2020 Revised: 20.07.2020 Accepted 06.08.2020

خلاصہ:

رابندرناتھ ٹیگور ایک شش جہت شخصیت تھے۔آپ 1861ء میں کولکاتہ میں ایک آسودہ حال گھرانہ میں پیداہوئے۔آپ کی تعلیم کولکاتہ میں ہوئی۔17 /سال کی عمر میں آپ کی پہلی کتاب منظر عام پر آئی۔قانون کی تعلیم کے لئے آپ انگلستان گئے۔لیکن وہاں کی آب و ہوا آپ کو راس نہ آئی۔اور ڈیڑھ سال کے بعد واپس ہندوستان آگئے۔اور ذاتی طور پر علم کی خدمت میں لگ گئے۔1901ء میں شانتی نکیتن کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جو1921ء میں یونیورسیٹی ہوگیا۔1913ء میں نوبل پراءز ملا۔ آپ کو بنگالی زبان کا شکسپئر کہا جاتاہے۔آپ کی شاعری کی زمزمہ سازی جب یورپ پہونچی۔تو یورپ کی مادہ پرست قوم رابندرناتھ ٹیگور کی دلدادہ ہوگئی۔کیونکہ ٹیگور کی شاعری میں لفظ کی مٹھاس،سکون کی بانسری اور نجات کا راستہ پایاجاتاہے۔ٹیگور نے اپنے اشعار کے ضمن میں پوری انسانیت کو مخاطب کیا اور ٹیگورکی شاعری گیتانجلی کی شکل میں1910ء میں منظر عام پر آئی۔اور اس وقت سے آج تک اس کی افادیت سے لوگ محظوظ ہورہے ہیں۔

کی ورڈس: شش جہت، آسودہ حال،آب وہوا،شانتی نکیتن،نوبل پرائز،زمزمہ سازی،دلدادہ،لفظ کی مٹھاس،انسانیت،گیتانجلی،افادیت،محظوظ۔

رابندر ناتھ ٹیگور ایک ہمہ جہت شخصیت، لا ثانی بنگالی زبان کے نوبل انعام یافتہ شاعر،بے بدل مصور،فکر انگیز نثر نگار، اچھوتےناول نگار ،نبض شناس فلسفی ،بہترین افسانہ نگاراور ڈرامہ نگار تھے ۔1861ء میں کولکاتہ میں ایک انتہائی خوش حال برہمن گھرانہ میں آپ کی پیدائش ہوئی۔آپ کی ابتدائی تعلیم کولکاتہ ہی میں ہوئی۔آپ کی پہلی کتاب صرف ۱۷ سال کی عمر میں شائع ہوئی۔۱۸۷۸ء میں قانون کی تعلیم کے حصول کے لئے انگلستان گئے ، لیکن وہاں کی آب و ہوا آپ کو راس نہ آئی اور ڈیڑھ سال کے بعد بغیر ڈگری لئے واپس ہندوستان لوٹ کر آگئے،اور ذاتی طور پر لکھنے پڑھنے میں مشغول ہوگئے اور اسی میں اپنی شخصیت کو پروان چڑھانے کا فیصلہ کیا۔آپ نے زیادہ تر چیزیں بنگالی زبان میں لکھیں۔آپ نے ۱۹۰۱ء میں شانتی نکیتن کے نام سے بنگال کے بول پور کے مقام پر مشرق و مغرب کے فلسفہ پر ایک نئے طرز کے ادارہ کی بنیاد ڈالی۔یہ ترقی کے منازل طے کرتارہا اور ۱۹۲۱ء میں یونیورسیٹی کے قالب میں ڈھل گیا۔یہاں آپ نے اپنی بنگالی نگارشات کو انگریزی کا جامہ پہنایا، جس سے آپ کی شہرت بیرونِ ملک میں پھیلی، جس کے نتیجہ میں آپ نے دوسرے ملکوں کا سفر کیا، جن میں سرِ فہرست یورپ، جاپان،چین،روس اور امریکہ وغیرہ کا نام آتاہے۔ان کی ادبی خدمات کے پیشِ نظر ۱۹۱۳ء میں نوبل پرائز کا ایوارڈ ملااور برطانوی حکومتِ ہند نے ۱۹۱۵ء میں انہیں سر کا خطاب دیا لیکن ٹیگور نے برطانوی حکومت کے پنجاب میں عوام پر تشدد کے پیشِ نظر اس خطاب کو واپس کردیا۔ جب آپ کی عمر اکیاون سال کی ہوئی تو آپ بنگالی زبان کے ایک ممتاز شاعروادیب کی حیثیت اختیار کر چکے تھے، آپ برہمن ہونے کے باوجود عام بول چال کی بنگالی بھاشامیں لکھا کرتے تھے، جس میں مقامی موسیقی،مقامی صبح و شام اور مقامی مناظر کے تذکرے ہو تےتھے، جس سے عام آدمیوں کے دل آپ کی طرف کھنچ گئے۔ آپ نے اپنی عمر کے آخری حصہ میں بہت سے متمدن دنیا کا دورہ کیا اور ان کو اپنے قیمتی لکچرز سے نوازا۔آپ نے تین ہزار گیت مختلف دھنوں میں ترتیب دیئے، چند ڈرامے لکھےاور مختصر افسانے بھی سپردِ قلم کئے۔آپ کو بنگالی زبان کا شکسپئر کہا جاتاہے۔ آپ کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لئے آکسفورڈ یونیورسیٹی نے اعزازی طور پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری تفویض کی۔آپ کی صحت ۱۹۳۴ء کے بعد بگڑ گئی اور ۱۹۴۱ء میں کولکاتہ میں ہمیشہ کے لئے ہم سے رخصت ہوگئے۔

اس زمانہ میں شکسپئر، بائرن،اسکاٹ اور گوئٹے وغیرہ کی تحریروں کی دردمندی،گھناپن اور تازگی پر دبیز پردے چھاگئے تھے۔جنہوں نے انسان کی تعمیروتہذیب میں کارہائے نمایاں انجام دیا تھا۔گزرتے وقت نے سائنس دانوں کی ایجادات اور قدآورفلسفیوں کی موشگافیوں نے زندگی کے چہروں سےچیزوں کی حقیقتوں کو یکسر تبدیل کردیاتھا۔اس سے شعروادب کا ذائقہ بھی متاثر ہوا۔اس کی ہمہ گیری اثرانداز ہوئی اور خوش الحانی گم ہوگئی۔مغرب کی سادہ دنیا گھری پیچیدگیوں کے دلدل میں

دھنس گئی اور زندگی کے ہر سطح پرظاہری مادیت کا سایہ دبیز ہوتاگیا۔اس سے روحانی سطح پر بے چینی ، ناآسودگی اور باطنی تشنگی سرایت کر تی گئی۔اور بیسویں صدی کی ابتدا میں جب ٹیگور کی شاعری ان کے کانوں میں پڑی۔ تو اس کی آواز کاترنماور اس کے لفظوں کی مٹھاس نے ان کو سکون کی بانسری سنائی اور ان کو نجات کا راستہ دکھایا۔کیوں کہ ٹیگور نے اس میں اپنے طریقہ سے خدا سے خود کلامی کے راز سے آشناکیا جس کے سایہ تلے خود کو انسان محفوظ تصور کرتا ہے اور ان اشعار کےضمن میں ٹیگور نے پوری انسانیت کو مخاطب کیا۔

ٹیگور کی شاعرانہ عظمت اور شعری آہنگی نےیورپ میں ان کی شناخت کو قائم کیا۔ٹیگور کی شاعری کا اہم موضوع اپنے ذاتی خدا سے مضبوط رابطہ اور اس سے سرگوشی تھا ،جس کا تصور منظم مذاہب کے خداووں کی پوجا سے الگ تھا۔ٹیگور کے نغموں کے نذرانے گیتانجلی کی صورت میں۱۹۱۰ء میں زیورِ طبع سے آراستہ ہوئی اور اس کی گونج یورپ میں پہونچی ، لیکن گیتانجلی کی غنائیت سے بھرپورشاعری سے پہلےان کے بھانجہ ابانندراناتھ ٹیگورکی شہرت ایک ماہر فنکار اور بے بدل مصور کی حیثیت سے ہوچکی تھی اور اس کے برطانوی مصور دوست ولیم روتھین سٹین نےٹیگور اور ان کی شاعری کو اپنے فنکار دوستوں کی محفل میں انگلستان میں متعارف کرایا۔اس محفل میں آئرلینڈ کے شاعر اور ڈرامہ نگار ڈبلیو بی ایٹس بھی تھے جنہوں نے رابندرناتھ ٹیگور کے نظموں کو ان ادبی قدآور شخصیتوں کے سامنے پڑھ کر سنایا اور ان میں پوشیدہ غنائیت ، اظہار کی شدت اور معنی کی مختلف جہتوں کی وضاحت تفصیل سے بیان کی اور اس بات کا اعتراف کیا کہ میں ٹیگور کی شاعری کے حیرت انگیز بہاو اور اس میں پائی جانے والی وجدانی کیفیات کے احساس کو اپنے رگ و پے میں سرایت کیا ہوا محسوس کرتاہوں اور اس کے متحیر کن موسیقی کو اپنے انگ انگ میں رچابسا ہوا پاتا ہوں۔کیوں کہ ان کی شاعری میں ایک خاص کیفیت پائی جاتی ہے جو سننے والوں پربےخودی کی کیفیت پیداکردیتی ہے اور اس کا نشہ پرانی شراب سے زیادہ محسوس کرتاہے۔

انگلستان کے اربابِ شعروادب اور ابھرتے ہوئے اہلِ دانش کے کانوں میں بیسویں صدی کی دوسری دہائی میں مشرق کی روحانیت سے لبریز شاعری کی آواز پڑی۔جس نے ان کے خوابیدہ تاروں کو چھیڑا اور انہیں انکساری،محبت،دردمندی اور آرزومندی کی دعوت دی۔کیوں کہ مغرب کا انسان صنعتی اور مادی ترقی کی راہ میں دور تک نکل گیا تھا اور معاشرتی آسائشوں اور تن آسانیوں میں غوطہ زن ہوچکاتھا۔ٹیگور کی شاعری نے اس راکھ کے اندر دبی ہوئی چنگاری تک رسائی حاصل کی، اور مشرق و مغرب کو شانہ بہ شانہ کردیا۔

ٹیگور کے نغموں میں مشرق کی روح اور مسحور کردینے والی کیفیت پائی جاتی ہے، جس سے یورپ والے اپنے اندر نئی مسرت محسوس کرتے ہیں اوران میں

ان کی روح کے لئےشادمانی کا مژدہ ہے۔کیوں کہ ان کے معاشرہ میں بڑھتے ہوئے جرائم، کم عمری میں جنسی بے راہ روی کی کثرت، حد سے زیادہ بڑھی ہوئی آزادی ،الیکٹرونکس کی برق رفتار ترقی اور انٹرنیٹ کے حصار میں قید معاشرہ نے ان سے وفورِ شوق اور بے ساختگی کو چھین لیا ہے اور اس کے نتیجہ میں ان کی زندگی میں بے چینی کی کیفیت پیدا ہوگئی ہےاور ان کی عام زندگی سے دردمندی اور انکساری ناپیدہوتی ہوئی محسوس ہوتی ہےاور ایسی بھٹکتی ہوئی بے چین روح کے لئے ٹیگور کا نغمہ اکسیر کا درجہ رکھتا ہے۔